

PARHLO PAKISTAN

اب آپ ہر قسم کے ناول ہماری ویب سائٹ
سے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہماری ویب سائٹ ناولز رہٹرز کے لئے آفر
بھی دیتی ہے۔ اگر آپ لکھنے کے شائق ہیں تو ہم سے رابطہ
کریں۔ آپ کے ناولز کے علاوہ ناول کے بہترین ہونے
پر آپ کو کیش پرائز بھی دیں گے

ابھی اپنا ناول EMAIL کریں اور اپنے لکھاری ہونے کا فائدہ اٹھائیں۔

WHATSAPP GROUP : 0318-9992829

PARHLO.COM.PK@GMAIL.COM

زیست کا ایک حسین باب کھل چکا تھا۔ وہ ڈھیروں
اوران لے اپنے بیاگھر سدھار چکی تھی۔ سب کچھ اس کے
لے جاتا تھا۔ خوشی کے ساتھ خوف بھی تھا۔ نہ جانے وہ کیسے
نئے لوگوں کے درمیان رہ پائے گی۔ شروع شروع میں تو
سب کا رویہ بہت اچھا تھا۔ شوہر کی محبت اور گھر والوں کے
نرم رویے سے اسے ایسا لگتا جیسے وہ کسی دوسرے جہان
میں آئی ہو۔ شکر کے کلمات بھی اکثر اس کی زبان سے ادا
ہوتے رہتے۔ وہ جانتی تھی کہ نعمتوں کی حفاظت شکر کے
ذریعے ہی کی جاتی ہے۔

”ابھی دن ہی کتنے ہوئے ہیں شادی کو۔ ذرا چند
دن گزرنے دو پھر پتا چلے گی سب کی اصلیت۔“ صائمہ کئی
دنوں بعد آج کیے آئی تھی۔ اس کو یوں خوش دیکھ کر سلمیٰ چچی

سے رہا نہ گیا۔ حسد کی آگ میں لپیٹ کر لفظوں کے تیر اس
کی طرف اچھاال دے۔
”ایسے تو نہ کہو سلمیٰ۔ اللہ میری بیٹی کو سسرال میں
سکون دے۔ آمین۔“ بانو بیگم نے تڑپ کر انہیں دیکھا اور
دل سے اپنی بیٹی کو دعا دی۔
”سچ ہی تو کہہ رہی ہوں بھابی! اس کی جیٹھانی تو
مجھے دیکھنے میں ہی اتنی تیز طرار لگتی ہے۔ گھر کے کام وغیرہ
جب کرے گی صائمہ، تب دیکھنا کیسے کیڑے نکالے گی
اس کے کاموں میں..... جیٹھا محال کر دے گی۔ اس کی
سسرال میں ہر کوئی اس کی جیٹھانی کے ہی گن گاتا ہے۔
صائمہ کو بہت وقت لگے گا اپنی جگہ اور مقام بنانے میں۔
اور ہو سکتا ہے کبھی اس کو وہ رجیل ہی نہ سکے۔“ بانو بیگم کی

تربیاق

انعم تو صیف



لیے چاول ابلے رکھے تھے اور چوبیسے ہر ایک طرف سلاہ
بھین رہا تھا۔ وہ خیالوں میں ہی سب کو انگلیاں جانتا دیکھ
رہی تھی اور خود کو دوا وصول کرتے ہوئے۔ اس نے فوزیہ کا
چہرہ بھی تصور کر لیا جو حسد اور جلن سے سرخ ہو رہا تھا۔ انکی
وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ فون کی گھنٹی پر وہ خیالی دنیا سے باہر
آئی اور باتوں میں مگن ہو گئی۔ اماں سے بات کرتے
کرتے ہوش اسے تب آیا جب اس کی ناک میں جلنے کی بو
پہنچی۔ فون کو شیخ کر چکراتے سر کے ساتھ وہ چوبیسے کے
قریب پہنچی۔

”ارے! کیا ہوا صائمہ۔“

”جل گیا۔“ دسترخوان لگنے میں بس تھوڑا ہی وقت
تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بھل بھل گر رہے تھے۔

”اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ تم ادھر بیٹھو۔“
صائمہ کو کرسی پر بٹھا کر پانی دے کر فوزیہ نے اپنے
تجربے کی بنا پر تیزی سے بٹھنا ہوا اور تھوڑا جھلا ہوا مسالا
دوسری دیکھی میں ڈال کر اس میں تھوڑا آٹھی اور دودھ ڈالا
تاکہ جلنے کی بو نہ آئے۔ مزید ٹماٹر علیحدہ دوسرے چوبیسے پر
بھون کر مسالے میں ڈالے۔ وہ یہ سب اتنی بھرتی سے کر
رہی تھی کہ صائمہ اسے حیرت سے دیکھنے جا رہی تھی۔ اگلے
پندرہ منٹ میں اس نے بریانی دم پر لگا دی تھی۔

”واہ! اتنے مزے کی بریانی..... بھابی آپ نے تو
پہلی بار میں ہی سب کو کلین بولڈ کر دیا۔“ چھوٹی ننہ نے
اسے سراہا۔ ایک ایک کر کے سب ہی اس کے کھانے کی
تعریف کر رہے تھے۔ اور وہ منتظر تھی کہ کب فوزیہ سب کو
بتائے کہ یہ سب دراصل اس کی مرہون منت ہوا ہے۔

”بریانی تو صائمہ نے.....“

فوزیہ نے اتنا کہا تو صائمہ کا دل زور سے دھمکنے
لگا۔ اسے یقین تھا کہ اب وہ سب کے سامنے اپنی بڑائی بنا
کر صائمہ کو ذلیل کرے گی۔

”مجھ سے بھی اچھی بنائی ہے ماشاء اللہ۔ امی! امیر شیف
ہے آپ کی چھوٹی بہو..... ذائقہ ہے، بہو کے ہاتھ میں۔“
فوزیہ کے الفاظ نے جسم میں پھلنے والے زہر کے لیے
تریق کا کام کیا اور وہ تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔



تڑپ اور صائمہ کے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر بھی ان کی
لچکی کے مانند تیزی سے چلتی زبان کی رفتار میں کوئی فرق
نہ پڑا۔ ان کے جانے کے بعد اماں نے صائمہ کو خوب
سنبھالیا۔ لیکن سہلی چچی کی باتیں اس کے دل میں جگہ بنا چکی
تھیں۔ اس کا اثر اس نے خود بھی آنے والے چند دنوں
میں محسوس کر لیا۔ وہ اب اپنی جیٹھانی فوزیہ سے کچھ بھی
رہنے لگی تھی۔ فوزیہ بات کرنے کی کوشش بھی کرتی تو وہ
مختصر ہی جواب دیتی۔ اس نے اپنے ذہن میں فوزیہ کا
جیسا خاکہ بنالیا تھا اب فوزیہ اس کو ویسی ہی نظر آتی تھی۔

”کل تو ہماری چھوٹی بہو سب کے لیے بریانی اور
کھیر بنائے گی۔“ ساس صاحبہ نے شادی کے ڈیڑھ ماہ بعد
اس بات کا عندیہ دے دیا تھا کہ اب آرام کے دن ختم
ہوئے چاہتے ہیں۔

خوف اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں صائمہ نے وہ
رات بسر کی جس کی صبح اسے اپنے تئیں ایک بڑا امتحان دینا
تھا۔ کہتے ہیں مرد کے دل کا راستہ اس کے پیٹ سے ہوتے
ہوئے جاتا ہے۔ لیکن صرف مرد نہیں..... سسرال میں ہر ایک
کے دل کا راستہ پیٹ سے ہی ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ ہر لڑکی کی
زندگی میں یہ وقت ضرور آتا ہے جب وہ پہلی بار سسرال میں
کھانا بناتی ہے۔ صائمہ کو ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی جنگ کی
تیاری میں مصروف ہو۔ اس کو ہر حال میں اپنی جیٹھانی سے
اجھا کھانا بنا کر سب کو دکھانا تھا۔ سہلی چچی کی باتوں کی وجہ سے
اس کے دل میں فوزیہ کے خلاف بھرنے والا زہر اب رگ و
پے میں سرایت کر چکا تھا۔ کھانا پکانا اس کے لیے ہرگز بھی کوئی
مشکل کام نہیں تھا مگر اس وقت اسے دنیا کا مشکل ترین کام یہ
ہی لگ رہا تھا۔

”صائمہ! کسی قسم کی کوئی بھی مدد چاہیے ہو تو مجھے
بلا جھجک کہہ دینا۔“ فوزیہ بھابی نے چپکے سے چن میں آکر
کہا تھا۔

”نہیں بھابی میں کر لوں گی۔“ فوزیہ کا مسکراتا ہوا
چہرہ اسے اس وقت ہر لگ رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ
اس کا مذاق اڑا رہی ہو۔ اس نے نخوت سے فوزیہ کو جاتے
دیکھا اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ کھیر بنا کر وہ فریج
میں رکھ چکی تھی۔ چن میں ایک طرف بریانی بنانے کے